[1999] سپریم کورٹ رپوٹس 3.S.C.R

از عدالت عظمی

سکھر

بنام

اسٹیٹ آف اتر پردیش

1 اکتوبر 1999

[جی بی پٹنائک، ایم سری نواسن اور این سنتوش ہیگڈے، جسٹسز]

تعزیراتی ضابطہ، 1860 — دفعہ 307 — گواہ کے غیر مصدقہ ثبوت پر ملزم کی اثباتِ جُرم جو ملزم کے خلاف ہے — جس کی جواز — زمین کی زبردستی کاشت کی وجہ سے دشمنی — ملزم نے متاثرہ پر گولی چلانا اور چوٹ پہنچانا — الارم سننا، جائے وقوع پر پہنچنا — گواہ کا بیان جس میں متاثرہ شخص نے اسے بتایا کہ ملزم نے اس پر گولی چلائی — گواہ نے ملزم کے ساتھ دشمنی کا اعتراف کیا مذکورہ گواہ کے ثبوت کی تصدیق کے لیے جانچ میں موجود کسی دوسرے شخص کو نہیں پکڑا گیا — ملزم کو بغیر تصدیق کے گواہ کے ناقابل اعتماد اور متزلزل ثبوت پر مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اثباتِ جُرم اور سزا کو ایک طرف رکھ دیا گیا — ثبوت ایکٹ، 1872۔

ثبوت ایکٹ، 1872:

دفعہ 6 — سنی ہوئی گواہی — کی قبولیت۔

دفعہ 32 موت کے بیانات — ایف آئی آر کی قبولیت اور تفتیشی افسر کو زخمی کی طرف سے دیا گیا بیان — مقدمے کی سماعت کے دوران متاثرہ کی موت — موت کی وجہ یا موت اور چوٹ کے درمیان تعلق قائم نہیں ہوا — دفعہ 32 کے تحت ایف آئی آر اور متاثرہ کا بیان قابل قبول نہیں ہے۔

دفعہ 33 — دفعہ 161 مجموعہ ضابطہ فوجداری فوجداری، 1973 — دفعہ 161 کے تحت متاثرہ کے ذریعے دیا گیا بیان۔

اپیل کنندہ پر آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت جرم کا مقدمہ چلایا گیا۔ استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ متاثرہ کی زمین پر اس کے بھتیجے نے اسے کوئی بٹائی دیے بغیر زبردستی کاشت کی تھی، جس کے نتیجے میں ان کے درمیان دشمنی پیدا ہوئی۔ بدقسمت دن، جب متاثرہ شخص سڑک پر جا رہا تھا، اس کے بھتیجے، ملزم — اپیل کنندہ نے اس پر گولیاں چلائیں۔ الارم سن کر پی ڈبلیو 1 اور پی ڈبلیو 2 جائے وقوع پر پہنچ گئے۔ اس دوران ملزم فرار ہو گیا۔ متاثرہ کو تھانے لے جایا گیا اور ایف آئی آر درج کی گئی۔ مقدمے کی سماعت کے دوران متاثرہ شخص کی موت ہو گئی لیکن اس کی موت کی وجہ ثابت نہیں ہو سکی۔ پی ڈبلیو 2 نے ٹرائل کورٹ کے سامنے بیان دیا کہ متاثرہ نے اسے بتایا تھا کہ ملزم نے اس

پر گولی چلائی تھی۔ٹرائل کورٹ نے ایف آئی آر اور متاثرہ کے بیان اور پی ڈبلیو 2 کی گواہی پر بھروسہ کرتے ہوئے مجرم قرار دیا اور ملزم کو سزا سنائی۔اپیل پر، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت الزام معقول شک سے بالاتر ہے۔اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ پی ڈبلیو 2 کے ثبوت کو ایویڈنس ایکٹ 1872 کی دفعہ 6 کے تحت قابل قبول نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ گواہ کے جائے وقوعہ پر پہنچنے پر متاثرہ شخص نے گواہ کو جو بتایا اور ملزم کی جانب سے متاثرہ شخص پر مبینہ طور پر گولی چلانے کی حقیقت کو اسی لین دین کا حصہ نہیں کہا جا سکتا؛ چاہے ثبوت قابل قبول ہو، اسے قابل اعتماد نہیں ٹھہرایا جا سکتا اور اس طرح کی ناقابل اعتبار گواہی پر آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت الزام کے لیے اثباتِ جُرم کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔

مدعا علیہ ریاست کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ پی ڈبلیو 2 کے شواہد کا سادہ مطالعہ واضح طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے گولی چلانا اور پی ڈبلیو 2 کو جائے وقوعہ پر اترنا اور متاثرہ شخص کا پی ڈبلیو 2 کے سامنے بیان اسی لین دین کا حصہ ہونا چاہیے اور اس لیے، عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچنے میں مکمل طور پر جائز تھی کہ ثبوت ثبوت ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت قابل قبول ہے۔اور یہ کہ پی ڈبلیو 2 کے جرح میں اسے ناقابل اعتبار قرار دینے کے لیے کچھ بھی سامنے نہیں آیا ہے۔اور اس طرح نیچے کی عدالتوں نے صحیح طور پر اس کے ثبوت پر بھروسہ کیا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد:1-1۔اپیل کنندہ کو بغیر کسی تصدیق کے پی ڈبلیو 2 کے ناقابل اعتماد اور متزلزل ثبوت پر مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔نتیجتاً، آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم اور سزا کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔[D-322]

1.2۔تسلیم شدہ طور پر اپیل کنندہ اور پی ڈبلیو 2 طویل عرصے سے ایک دوسرے کے دشمن تھے۔پی ڈبلیو 2 کی جرح میں یہ بھی سامنے آیا کہ جب تک وہ جائے وقوعہ پر پہنچا، 20 سے زیادہ افراد متاثرہ کے ساتھ جمع ہو چکے تھے اور پھر بھی استغاثہ نے پی ڈبلیو 2 کی تصدیق کرنے کے لیے ان میں سے کسی سے بھی جانچ نہیں کی ہے کہ متاثرہ نے اسے کیا بتایا تھا۔گواہ نے جرح میں یہ بھی کہا کہ متاثرہ شخص جمع ہونے والے تمام لوگوں کے سامنے ملزم کا نام اپنے حملہ آور کے طور پر لے رہا تھا لیکن یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ استغاثہ نے ان میں سے کسی کی بھی جانچ نہ کرنے بلکہ صرف پی ڈبلیو 2 کی جانچ کرنے کا انتخاب کیوں کیا ہے جسے ملزم اپیل گزار کے خلاف اعتراف جرم کے طور پر بیان کیا گیا تھا۔معاملے کے اس نقطہ نظر میں، پی ڈبلیو 2 کے ثبوت کو اس طرح کے ناقابل تردید کردار کا نہیں مانا جا سکتا جس کی گواہی پر ہی، اثباتِ جُرم بغیر کسی تصدیق کے دی جا سکتی ہے۔دوسری طرف، گواہ ملزم کے خلاف ہونے کی وجہ سے اور اس کے جرح میں جو بات سامنے آئی ہے اس کی وجہ سے، اس کے ثبوت کو قبول کرنے سے پہلے تصدیق کی ضرورت ہوتی ہے۔مانا جاتا ہے کہ کسی بھی زبانی ثبوت یا کسی اور صورت حال سے اس کی کوئی تصدیق نہیں ہوتی۔[A-B-C-322؛H-321]

2۔ایویڈنس ایکٹ 1872 کا سیکشن 6 عام اصول سے مستثنی ہے جس کے تحت سنی ہوئی گواہی قابل قبول ہو جاتی ہے۔لیکن اس طرح

کے سننے والے شواہد کو دفعہ 6 توضیعات کے اندر لانے کے لیے، جو بات قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ یہ قوانین کے ساتھ تقریباً ہم عصر ہونا چاہیے اور ایسا کوئی وقفہ نہیں ہونا چاہیے جو من گھڑت ہو۔ ان بیانات کو تسلیم کرنے کی کوشش کی گئی، لہذا، ریس گیسٹے کے حصے کے طور پر، اعمال کے ساتھ ہم عصر طور پر یا اس کے فوراً بعد کیا گیا ہوگا۔ فوری معاملے میں، پی ڈبلیو 2 کا ثبوت جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ متاثرہ شخص نے اسے بتایا کہ اس کے بھتیجے نے اس پر گولی چلائی ہے، ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت قابل قبول ہے۔ [F–321؛E-F–319]

جینٹیلا وجے وردھن راؤ اور ایک اور بنام اسٹیٹ آف اے پی [1996] 6 ایس سی سی 241 اور رتن سنگھ بنام اسٹیٹ آف ایچ پی [1997] 4 ایس سی سی 161 پر انحصار کیا۔

ویگمورز ایویڈنس ایکٹ؛ سرکار آن ایویڈنس (پندرہویں ایڈیشن) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

3۔ عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے جواز پیش کیا کہ ایف آئی آر کے ساتھ ساتھ متاثرہ کی طرف سے تفتیشی افسر کو دیا گیا بیان شواہد ایکٹ کی دفعہ 32 کے تحت موت کے اعلامیے کے طور پر قابل قبول نہیں ہے۔ عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے بھی جواز پیش کیا کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت متاثرہ کے بیان کو شواہد ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت ثبوت میں قابل قبول نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ [318–بی–سی]

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار: 1996 کی فوجداری اپیل نمبر 1985۔

1980 کے فوجداری اے نمبر 600 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 29.1.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے محترمہ سندھیا گوسوامی

جواب دہندہ کے لیے اے ایس پنڈیر کے لیے سی ڈی سنگھ

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

پٹنائک، جے۔: اپیل کنندہ پر ضلع مظفر نگر کے گاؤں تیجلہیڑا میں چک کے قریب شام 7 بج کر 30 منٹ پر آئی ڈی 1 پر نکل کو چوٹ پہنچانے کے لیے آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت جرم کا الزام عائد کیا گیا۔ استغاثہ کے گواہوں کے بذریعے ریکارڈ پر دستیاب مواد کی بنیاد پر، فاضل ایڈیشنل سیشن جج نے اسے دفعہ 307 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا اور اسے پانچ سال کی قید با مشقت سزا سنائی۔ اپیل کیے جانے پر الہ آباد عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم اور سزا کو برقرار رکھا اور اپیل کو مسترد کر دیا۔ اس عدالت نے اجازت دے دی ہے، موجودہ اپیل ہمارے سامنے ہے۔

استغاثہ کا مقدمہ مختصر طور پر یہ ہے کہ نکل واقعہ کی تاریخ کو رات 9 بج کر 40 منٹ پر پولیس اسٹیشن میں پیش ہوا اور اس نے واقعہ بیان کیا کہ ملزم نے اسے کیسے زخمی کیا۔ اس کے بعد پولیس نے مذکورہ بیان کو ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے طور پر لیا اور تفتیش شروع کی۔ اس کے بعد مخبر کو طبی معائنے کے لیے ہسپتال لے جایا گیا۔ ایف آئی آر کے مطابق ملزم سکھر نکل کا بھتیجا ہے اور اس نے زبردستی نکل کی زمین پر کاشتکاری کی تھی۔ جب نکل نے بٹائی کا مطالبہ کیا تو سکھر نے نکل کو گالی دی اور کوئی بٹائی دینے سے انکار کر دیا۔ اس طرح نکل اور سکھر کے درمیان دشمنی تھی۔ اس بدقسمت دن صبح کے اوقات میں، جب نکل سڑک پر جا رہا تھا، سکھر نے اس کی پیٹھ پکڑ لی اور اس کی طرف پستول سے گولی چلا دی۔ نکل نے الارم لگایا جس کی وجہ سے رام کالا اور پتم جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور اس وقت نکل نیچے گر گیا اور ملزم فرار ہو گیا۔ دو گواہ، پتم اور رام کالا، نکل کو تھانے لائے جہاں پولیس نے نکل کا بیان ریکارڈ کیا اور تفتیش شروع کی۔ پرائمری ہیلتھ سینٹر میں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر پی ڈبلیو 5 نے مذکورہ نکل کا معائنہ کیا اور نقشہ مضروبی نمائش کے اے– 6 دی۔ تفتیش مکمل ہونے پر، پولیس نے فرد جرم پیش کی اور بالآخر ملزم اپنے مقدمے کی سماعت میں کھڑا رہا۔ مقدمے کی سماعت کے دوران، استغاثہ کے گواہوں، پی ڈبلیو 1 اور 2 نے صرف وہی بتایا جو انہوں نے زخمیوں سے متعلقہ وقت پر سنا تھا اور پی ڈبلیو 2 کے مطابق، زخمیوں نے اسے بتایا تھا کہ حملہ آور سکھر نے اس پر گولی چلائی تھی۔ یہ بیان کیا جانا چاہیے کہ جب مقدمہ زیر سماعت تھا تو زخمی نکل کی موت ہو گئی لیکن استغاثہ نے یہ ثابت کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی کہ اس کی موت کیسے ہوئی یا اس کی موت کا تعلق کسی بھی طرح سے متعلقہ تاریخ پر اس کو لگنے والی چوٹ سے ہے۔ یہاں تک کہ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس کی موت کب ہوئی۔ فاضل سیشن جج کی رائے تھی کہ تفتیشی افسر کی طرف سے درج کی گئی ایف آئی آر اور مجموعہ ضابطہ فوجداری 161 کے تحت درج نکل کا بیان شواہد ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت قابل قبول تھا اور مذکورہ مواد کے ساتھ ساتھ پی ڈبلیو 1 کے بیان پر انحصار کرتے ہوئے کہ زخمی نے اسے بتایا کہ ملزم سکھر نے اس پر گولی چلائی ہے، فاضل سیشن جج نے ملزم/ اپیل کنندہ کو آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے پانچ سال کی قید بامشقت سزا سنائی۔ ایک اپیل پر، عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچی کہ ایف آئی آر کے ساتھ ساتھ زخمیوں کی طرف سے تفتیشی افسر کو دیا گیا بیان شواہد ایکٹ کی دفعہ 32 کے تحت بیان نزع کے طور پر قابل قبول نہیں ہے اور ہمارے خیال میں، مذکورہ نتیجہ ناقابل تسخیر ہے۔ عدالت عالیہ مزید اس نتیجے پر پہنچی کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت زخمیوں کے بیان کو ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت ثبوت میں قابل قبول نہیں ٹھہرایا جا سکتا اور ہمیں مذکورہ نتیجے میں کوئی کمزوری نظر نہیں آتی۔ تاہم عدالت عالیہ نے پتم، پی ڈبلیو 2 کے بیان پر بہت زیادہ انحصار کیا اور اگرچہ وہ اس واقعے کا چشم دید گواہ تھا لیکن اس کے ثبوت کے مطابق جیسے ہی وہ اس جگہ پر پہنچا جہاں زخمی پڑا تھا، زخمی نے اسے بتایا کہ اپیل کنندہ نے اسے چوٹ پہنچائی ہے، ثبوت ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت قابل قبول ہونا چاہیے۔ پی ڈبلیو 2 کے مذکورہ بیان اور پی ڈبلیو5 کے ثبوت کی بنیاد پر، عدالت عالیہ حتمی نتیجے پر پہنچی کہ دفعہ 307 کے تحت الزام معقول شک سے بالاتر ثابت ہوا ہے۔ نتیجتاً ملزم/ اپیل کنندہ کی اپیل خارج کر دی گئی۔

اپیل گزار کی طرف سے پیش ہونے والی فاضل وکیل محترمہ سندھیا گوسوامی نے سختی سے دلیل دی کہ پی ڈبلیو 2 کے ثبوت کو ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت قابل قبول نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ گواہ کے جائے وقوعہ پر پہنچنے پر زخمی نے گواہ کو جو بتایا اور ملزم کی طرف سے زخمیوں پر مبینہ طور پر گولی چلانے کی حقیقت کو اسی لین دین کا حصہ نہیں کہا جا سکتا۔ فاضل وکیل کے مطابق، پی ڈبلیو 2 کے شواہد واضح ہونے کی وجہ سے کہ جب تک وہ جائے وقوعہ پر پہنچا، کئی لوگ جمع ہو چکے تھے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ زخمی نے اسے جو بتایا وہ درحقیقت اسی لین دین کا حصہ تھا۔ دوسری طرف مدعا علیہ کی طرف سے پیش ہونے والے ماہر وکیل نے دلیل دی کہ پی ڈبلیو 2 کے شواہد کو سادہ طور پر

پڑھنے سے واضح طور پر یہ ثابت ہوگا کہ اپیل کنندہ کی طرف سے گولی چلانا اور پی ڈبلیو 2 کو جائے وقوعہ پر اترنا اور زخمیوں کے بیان کو پی ڈبلیو 2 کو اسی لین دین کا حصہ سمجھا جانا چاہیے اور اس لیے، عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچنے میں مکمل طور پر جائز تھی کہ ثبوت ثبوت ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت قابل قبول ہے۔

اپیل گزار کی طرف سے پیش ہونے والی ماہر وکیل محترمہ سندھیا گوسوامی نے مزید دلیل دی کہ اگرچہ ثبوت قابل قبول ہونا چاہیے لیکن اسے قابل اعتماد نہیں ٹھہرایا جا سکتا اور اس لیے اس طرح کی ناقابل اعتماد گواہی پر آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت الزام کے لیے اثباتِ جُرم کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ دوسری طرف مدعا علیہ کے ماہر وکیل نے پیش کیا کہ پی ڈبلیو 2 کے جرح میں اسے ناقابل اعتبار قرار دینے کے لیے کچھ بھی سامنے نہیں آیا ہے اور اس طرح نیچے دی گئی عدالتیں اس کے شواہد پر صحیح طور پر بھروسہ کرتی ہیں۔

حریفوں کی عرضیوں کے پیش نظر، غور کے لیے جو پہلا سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا پی ڈبلیو 2 کا ثبوت جو اس نے زخمیوں سے سنا ہے اسے ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت بالکل بھی قابل قبول قرار دیا جا سکتا ہے۔ سوال کا جائزہ لینے سے پہلے، مذکورہ پی ڈبلیو 2 کے ثبوت کے متعلقہ حصے کو نکالنا مناسب ہوگا:

"2۔ یہ ایک سال اور 11 ماہ پہلے کی بات ہے جب میں صبح 7 بج کر 7 بج کر 30 منٹ پر قدرت کی پکار پر جانے گیا تھا جب میں نے فائرنگ کی آواز سنی اور میں وہاں گیا اور دیکھا کہ نکلکل ایک گولی لگنے کے بعد کلان کے گنے کے قریب زمین پر پڑا ہوا ہے۔ میں نے اسے گولی لگنے سے نہیں دیکھا۔ جب میں نے اس سے پوچھا تو نکلکل نے مجھے بتایا کہ اس کے بھتیجے سکھر نے اسے گولی ماردی۔"

ایویڈنس ایکٹ کا دفعہ 6 عام اصول سے مستثنیٰ ہے جس کے تحت سنی ہوئی گواہی قابل قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن اس طرح کے سننے والے شواہد کو دفعہ 6 توضیعات کے اندر لانے کے لیے، جو بات قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ یہ قوانین کے ساتھ تقریباً ہم عصر ہونا چاہیے اور ایسا کوئی وقفہ نہیں ہونا چاہیے جو من گھڑت ہو۔ اس لیے جن بیانات کو ریس گیسٹے کے حصے کے طور پر تسلیم کرنے کی کوشش کی گئی تھی، وہ اعمال کے ساتھ ہم عصر طور پر یا اس کے فوراً بعد بنائے گئے ہوں گے۔ جیسا کہ ویگمور کے ایویڈنس ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ قاعدہ اس طرح پڑھتا ہے :

"موجودہ استثناء [سننے کے لیے] کے تحت ایک بیان مفروضے کے ذریعے ہوتا ہے، جو اس حقیقت کے ثبوت کے لیے ایک دعوے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے (مثال کے طور پر کہ کار بریک سیٹ کی گئی تھی یا سیٹ نہیں کی گئی تھی)، اور واحد شرط یہ ہے کہ اسے بے ساختہ بنایا گیا ہوگا، یعنی جوش و خروش کی حالت کے قدرتی اخراج کے طور پر۔ اب جوش و خروش کی یہ حالت دلچسپ حقیقت ختم ہونے کے بعد بھی برقرار رہ سکتی ہے۔ اس لیے اعلامیہ قابل قبول ہو سکتا ہے حالانکہ واقعہ کا ذیلی تسلسل بشرطیکہ یہ اس مفروضے کی اجازت دینے کے لیے کافی وقت کے قریب ہو کہ دلچسپ اثر جاری رہا۔"

سرکار آن ایویڈنس (پندرہواں ایڈیشن) ایویڈنس ایکٹ کے دفعہ 6 کے اطلاق سے متعلق قانون کا خلاصہ اس طرح کرتا ہے :

"1۔اعلامیے (زبانی یا تحریری) کا تعلق اس ایکٹ سے ہونا چاہیے جو جاری ہے یا اس سے متعلق ہے۔ وہ صرف اس وجہ سے قابل قبول نہیں ہیں کہ وہ کسی ایکٹ کے ساتھ ہیں۔ مزید برآں اعلانات کو اس حقیقت سے متعلق ہونا چاہیے اور اس کی وضاحت کرنی چاہیے، نہ کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد کے آزاد حقائق جب تک کہ ایسے حقائق کسی ایسے لین دین کا حصہ نہ ہوں جو مسلسل ہو۔

2۔اعلانات کو حقیقت کے ساتھ کافی حد تک ہم عصر ہونا چاہیے نہ کہ محض ماضی کی داستان۔

3۔اعلامیہ اور عمل ایک ہی شخص کی طرف سے ہوسکتا ہے، یا وہ مختلف افراد کی طرف سے ہوسکتا ہے، مثال کے طور پر متاثرہ، حملہ آور اور راہگیروں کے بیانات۔ سازش میں، فسادات اور ج۔ مشترکہ مقصد میں تمام متعلقہ افراد کے بیانات قابل قبول ہیں۔

4۔اگرچہ وضاحت کرنا یا تصدیق کرنا، یا ایکٹ کی اہمیت کو سمجھنا قابل قبول ہے، لیکن بیانات بیان کردہ معاملات کی سچائی کا ثبوت نہیں ہیں۔"

جینٹیلا وجے وردھن راؤ اور ایک اور بنام اسٹیٹ آف اے پی [1996] 6 ایس سی سی 241 میں اس عدالت نے ایویڈنس ایکٹ کے دفعہ 6 میں شامل قانون پر غور کرتے ہوئے اس طرح فیصلہ دیا :

"ایویڈنس ایکٹ کے دفعہ 6 میں شامل قانون کے اصول کو عام طور پر انگریزی قانون میں تسلیم شدہ رول آف ریس گیسٹے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس نظریے کا جوہر یہ ہے کہ ایک ایسی حقیقت جو اگرچہ مسئلہ میں نہیں ہے، مسئلہ میں موجود حقیقت سے اتنی جڑی ہوئی ہے کہ "اسی لین دین کا حصہ بنتی ہے" خود ہی متعلقہ ہوجاتی ہے۔ یہ قاعدہ، تقریباً بولتے ہوئے، عام اصول سے مستثنی ہے کہ سنی ہوئی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔ ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت کسی بیان یا حقیقت کو قابل قبول بنانے کا جواز اس طرح کے بیان یا حقیقت کی بے ساختہ اور فوری حیثیت کی وجہ سے ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اس طرح کی حقیقت یا بیان اسی لین دین کا حصہ ہونا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں، اس طرح کے بیان کو ان اعمال کے ساتھ ہم عصر بنایا جانا چاہیے جو جرم بنتے ہیں یا کم از کم اس کے فوراً بعد۔ لیکن اگر کوئی وقفہ تھا، چاہے وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو، جو من گھڑت بنانے کے لیے کافی تھا تو یہ بیان ریز گیسٹے کا حصہ نہیں ہے۔"

رتن سنگھ بنام اسٹیٹ آف ایچ پی [1997] 4 ایس سی سی 161 میں اس عدالت کے ایک اور حالیہ فیصلے میں، اس عدالت نے متوفی کے بیان پر ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 6 کے اطلاق کی جانچ کی اور اس طرح فیصلہ دیا:

"...... کانتا دیوی کے مذکورہ بیان کو قتلِ عمد کے عمل سے وقت کی قربت کی وجہ سے ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ دفعہ 6 کی مثال اے اس بات کو واضح کرتی ہے۔ اس کا متن اس طرح ہے :

(a)A پر B کو مار کر قتلِ عمد کرنے کا الزام ہے۔ جو کچھ بھی اے یا بی نے یا دھڑکن کے وقت تماشائیوں نے کہا یا کیا، یا اس سے کچھ دیر پہلے یا بعد میں جو بھی لین دین کا حصہ بنتا ہے، وہ ایک متعلقہ حقیقت ہے۔

(زور دیا گیا)

یہاں رات کے وقت صحن میں گھسنے والے حملہ آور کا عمل، متاثرہ حملہ آور کی شناخت، اس کا یہ اعلان کہ اپیل کنندہ بندوق کے ساتھ کھڑا تھا اور اس نے اس پر بندوق چلادی، یہ تمام حالات وقت اور جگہ کی قربت کی وجہ سے ایک دوسرے سے اتنے جڑے ہوئے ہیں کہ متوفی کا بیان اسی لین دین کا حصہ بن گیا۔لہذا یہ ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت قابل قبول ہے۔"

مذکورہ بالا دو مقدمات کے تناسب کو پی ڈبلیو 2 کے شواہد پر لاگو کرتے ہوئے، ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ اس کا بیان جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زخمی نے اسے بتایا کہ اس کے بھتیجے نے اس پر گولی چلائی ہے،شواہد ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت قابل قبول ہوگا۔لہذا ہم اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہونے والے ماہر وکیل محترمہ گوسوامی کی پہلی درخواست کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔

اگلا سوال جو غور کے لیے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا بیان قابل قبول ہونے کے باوجود، کیا بیان کو اتنا قابل اعتماد قرار دیا جا سکتا ہے کہ دفعہ 307 کے تحت اثباتِ جُرم اس پر مبنی ہو سکتی ہے۔جرح میں پی ڈبلیو 2 نے کھلم کھلا اعتراف کیا کہ سکھر، موجودہ اپیل کنندہ اور وہ بہت پہلے سے ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔مذکورہ گواہ سے جرح میں یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک وہ جائے وقوعہ پر پہنچا، 20 سے زیادہ افراد نکل کے ساتھ جمع ہو چکے تھے اور اس کے باوجود استغاثہ نے پی ڈبلیو 2 کی تصدیق کرنے کے لیے ان میں سے کسی سے بھی جانچ نہیں کی ہے کہ زخمیوں نے اسے کیا بتایا تھا۔گواہ نے جرح میں یہ بھی کہا کہ نکل ان تمام لوگوں کے سامنے ملزم کو اپنا حملہ آور قرار دے رہا تھا جو جمع ہوئے تھے لیکن یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ استغاثہ نے ان میں سے کسی سے بھی جانچ نہ کرنے کا انتخاب کیوں کیا ہے بلکہ صرف پی ڈبلیو 2 سے تفتیش کرنے کا انتخاب کیا ہے جسے ملزم/اپیل کنندہ کے ساتھ دشمنی کا اعتراف کیا گیا تھا۔معاملے کے اس نقطہ نظر میں، پی ڈبلیو 2 کے ثبوت کو اس طرح کے ناقابل تردید کردار کا نہیں مانا جا سکتا جس کی گواہی پر ہی، اثباتِ جُرم بغیر کسی تصدیق کے دی جا سکتی ہے۔دوسری طرف، گواہ ملزم کے خلاف ہونے کی وجہ سے اور اس کے جرح میں جو بات سامنے آئی ہے اس کی وجہ سے، اس کے ثبوت کو قبول کرنے سے پہلے تصدیق کی ضرورت ہوتی ہے۔مانا جاتا ہے کہ کسی بھی زبانی ثبوت یا کسی اور صورت حال سے اس کی کوئی تصدیق نہیں ہوتی۔معاملے کے اس نقطہ نظر میں، ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ پی ڈبلیو 2 کے ناقابل اعتماد اور متزلزل ثبوت پر اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کو بغیر کسی تصدیق کے برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ہم اسی کے مطابق اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم اور سزا کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور اسے اس کے خلاف لگائے گئے الزامات سے بری کرتے ہیں۔جیل میں موجود ملزم کو فوری طور پر رہا کیا جانا چاہیے۔اسی کے مطابق اپیل کی منظوری ہے۔

ایس وی کے

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this
document